

لطیفہ ۳۶

بزرگوں کے طعام اور ضیافت کا طریقہ
بعض کھانے اور پینے کی چیزوں کے فائدے

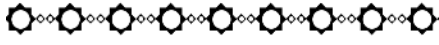
قال الاشرفؒ:

من اكل الطعام بنسيه فهو اكل، ومن لم ياكل بهذا النوع فهو حامل، كما جاء في الرسالة الغوثية ثم سالت يارب هل لك اكل وشرب قال اكل الفقير وشرب الفقير اكل وشربى ليعنى سيد اشرف جہاں گيرنے فرمایا، جس شخص نے دیر سے (شدید بھوک کے وقت) کھایا وہ (صحیح) کھانے والا ہے اور جس شخص نے اس طریقے پر نہ کھایا، وہ بوجھ اٹھانے والا ہے، جیسا کہ رسالہ غوثیہ میں ہے۔ پس میں نے خدا سے دریافت کیا، اے خدا! کیا آپ کے لیے کھانا پینا ہے، فرمایا فقیر کا کھانا اور فقیر کا پینا میرا کھانا پینا ہے۔

حضرت قدوة الکبرؒ فرماتے تھے کہ گروہ صوفیہ نے کھانے کے بارے میں نفاست پر اصرار نہیں کیا ہے۔ بس جیسا مل گیا کھالیا، لیکن حکما کہتے ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو لطیف قسم کا کھانا کھایا جائے خواہ کم ہی کیوں نہ ہو کیوں کہ اس سے طبیعت کی لطافت اور مزاج کی نزاکت بڑھتی ہے۔ اس کا تعلق تجربے سے ہے۔ بہر حال صوفی کے لیے ضروری ہے کہ ثقیل چیز نہ کھائے بلکہ ایسی چیزیں کھائے جو جلد ہضم ہو جائیں۔

حضرتؒ اگرچہ ہندوستانی کھانوں سے بھی رغبت رکھتے تھے لیکن ایک دو مرتبہ سفر میں ایک قسم کا ترکی کھانا بھی فراہم کیا گیا۔ فرماتے تھے کہ گروہ صوفیہ کے لیے شور بے دار کھانا مناسب ہے۔ حضرت قدوة الکبرؒ فرماتے تھے کہ رزق مرزوق کی اجل سے زیادہ طلب رکھتا ہے۔^۱ الرزق مقسوم فلاتر حل له والموت مختوم لا توجل له یعنی رزق مقسوم ہے اس کے لیے سفر نہ کر اور موت مہر کردی گئی ہے اس سے خوف نہ کر۔ شعر:

^۱ نسخے میں یہ جملہ اس طرح نقل ہوا ہے ”طعام مرزوق راز زیادہ طلب دارد از اجل۔“



رزق مقدرست مکن بہر آں سفر

مرگت موجب است ازاں ہم مکن حذر

ترجمہ: تیرا رزق مقدر کر دیا گیا ہے اس کے لیے سفر نہ کر۔ تیری موت کا وقت مقرر ہے اس سے بھی فرار اختیار نہ کر۔ ایک روز حضرت نے شہر جو نپور کی مسجد ملک خالص میں نزول فرمایا۔ اس شہر کے درویشوں کی ایک جماعت حضرت سے ملاقات کے لیے آئی اور آپ سے دنیا کے عجائب و غرائب کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ نے موقع محل کے مطابق کچھ فرمایا۔ اُن میں سے ایک شخص نے ازراہ آراستگی کہا:

رزق چوں مقدرست گردیدن چيست

جب رزق مقدر کر دیا گیا ہے تو ادھر ادھر پھرنا کیا ہے

آپ نے فرمایا، مصرع:

رُزاق چو گر داند پرسیدن چيست

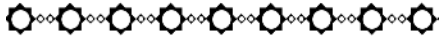
جب رزق دینے والا ہی ادھر ادھر پھرے تو پوچھنا کیا ہے

جب وہ لوگ اٹھ کر چلے گئے تو آپ نے فرمایا، کہ عجیب لوگ ہیں کہ سفر میں طلبِ رزق کے سوا دوسرے فائدوں سے واقف نہیں ہیں، خاص طور پر وہ گروہ جس نے جملہ اسباب کی بساط لپیٹ دی ہے اور لازم کردہ دسترخوان تہ کر کے رکھ دیا ہے، کس طرح یہ بات کہتا ہے۔

حضرت قدوة الکبراً فرماتے تھے کہ کھانے کی تین صورتیں ہیں۔ فرض، سنت اور مباح، اس قدر طعام کہ ہلاکت سے محفوظ رہے فرض ہے۔ اتنی مقدار میں کھانا کہ عبادت کر سکے اور روزی کما سکے سنت ہے۔ پیٹ بھر کھانا مباح، سیر ہو جائیسی زیادہ کھانا حرام ہے البتہ روزہ رکھنے کی نیت سے یا مہمان کی خاطر سیری سے زیادہ کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ رات کا کھانا ترک کرنے سے منع فرمایا ہے، کما قال علیہ السلام، ترک العشاء مہر مہ یعنی جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ رات کا کھانا نہ کھانے سے ضعف پیدا ہوتا ہے۔

رات کے کھانے کا فائدہ اور ایک پہلوان کا قصہ:

اسی سلسلے میں فرمایا کہ ایک پہلوان لڑائی کے ایک معرکے میں زخمی ہو گیا اور اپنے گھر پہنچنے کے لیے تیز تیز جا رہا تھا۔ راستے میں ایک دوست مل گیا۔ دوست نے زخم کے علاج کے لیے تکلیف کرنی چاہی۔ پہلوان نے دوست سے کہا کہ آپ تکلیف نہ فرمائیں، میں زندہ نہ بچوں گا کیوں کہ میں نے ایسے شخص کے ہاتھ سے زخم کھایا ہے جس سے تین کام کبھی ترک نہیں ہوئے ایک رات کا کھانا، دوسرے لمبے چوڑے بستر اور پلنگ پر سونا اور تیسرے دو زانوں بیٹھنا، چناں چہ جس شخص



نے ان کاموں پر ہمیشہ عمل کیا ہو اس کے ہاتھ سے پہنچا ہوا زخم بھی کاری ہوگا۔ پہلو ان یہ کہہ کر رخصت ہوا۔ تھوڑی دیر گزری ہوگی کہ دوسرا چاق و چوبند پہلو ان ہاتھ میں تیر کمان لیے نمودار ہوا، اور پہلے پہلو ان کے دوست سے دریافت کیا کہ اس راستے سے کوئی زخمی شخص گزرا ہے اور وہ کس طرف گیا ہے۔ اس نے کہا ہاں یہاں سے گزرا تھا لیکن اب تو وہ اپنے گھر پہنچ گیا ہوگا۔ دوسرے پہلو ان نے کہا اچھا اب میں واپس جاتا ہوں۔ دوست نے اصرار کیا کہ رات ہو چکی ہے آپ یہیں قیام کریں تا کہ نان و نمک کے ساتھ رات بسر کر سکیں۔ اس دعوت سے دوست کی غرض یہ تھی کہ وہ اپنی آنکھوں سے ان باتوں کا مشاہدہ کرے جو زخمی پہلو ان نے بتائی تھیں۔ دوسرے پہلو ان نے دعوت قبول کر لی اور کہا اچھا رات یہیں بسر کرتا ہوں۔

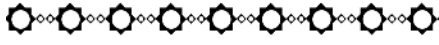
دوست اس پہلو ان کو اپنے گھر لے گیا۔ زمین پر بچھانے کے لیے فرش نہ تھا۔ پہلو ان حسب عادت زمین پر دو زانو بیٹھ گیا میزبان نے اپنے گھر میں کھانے کا بھی کوئی بندوبست نہیں کیا۔ جب کسی قدر رات گزر گئی تو پہلو ان کو یقین ہو گیا کہ یہاں کھانا نہیں ملے گا، اس کے علاوہ سونے کے لیے پلنگ بھی چھوٹا بھجوا یا ہے۔ آج رات فاقہ ہی کرنا پڑے گا اور اس چھوٹی سے چار پائی پر ٹھیک سے نیند بھی نہیں آئے گی۔ یہ بات مجھ سے ہرگز نہ ہو سکے گی (کہ بھوکا رہوں اور ٹھیک سے سو بھی نہ سکوں)۔

پہلو ان نے اپنی جائے قیام کا جائزہ لیا۔ چڑیوں کے بچوں کی آواز سنائی دی۔ وہ فوراً اٹھا اور چڑیوں کو ذبح کیا۔ تھوڑی سے لکڑی جمع کر کے آگ جلائی اور ذبح کردہ چڑیوں کے کباب بنائے۔ چھری تو اس کے پاس ہی تھی اس سے چار پائی کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے اور اس کی رسیوں سے بستر بنا کر سو گیا۔

جب میزبان نے یہ مشاہدہ کر لیا کہ پہلو ان نے اپنی عادتیں پوری کر لی ہیں تو اس نے پہلو ان سے بے حد معذرت کی کہ میرا ہرگز یہ مقصد نہ تھا کہ آپ کو بھوکا رکھوں بلکہ زخمی پہلو ان نے جو باتیں آپ کے بارے میں کہی تھیں ان کا مشاہدہ کرنا تھا۔ اس کے بعد میزبان نے کھانے کے لیے دسترخوان بچھایا اور قسم قسم کے کھانے جو اس نے گھر میں تیار کرائے تھے، پہلو ان کے آگے رکھے اور کھلائے۔ ایک نفیس پلنگ اور بیش قیمت بستر فراہم کیا۔ مہمان نے رات بہت آرام سے بسر کی۔ علی الصبح جب کہ مہمان ابھی رخصت نہ ہوا تھا لوگوں نے یہ خبر پہنچائی کہ زخمی پہلو ان اس دنیا سے کوچ کر چکا ہے۔ کھانا کھانے کے آداب:

کھانا شروع کرنے سے پہلے دایاں ہاتھ دھونا چاہیے، کما قال علیہ السلام الوضو قبل الطعام ینفی الفقر وبعده ینفی اللمم یعنی جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کھانے سے پہلے وضو کرنا فقر کو دور کرتا ہے اس کے بعد صغیرہ گناہوں کو دور کرتا ہے۔ (یہاں) طعام کے وضو سے مراد ہاتھ دھونا ہے۔

ہاتھ دھلانے کی ابتدا جوانوں سے کریں تا کہ بوڑھے لوگ کھانے کے لیے جوانوں کا انتظار نہ کریں۔ کھانے کے بعد

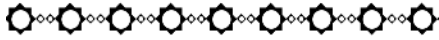


پہلے بوڑھے لوگوں کے ہاتھ دھلائیں لیکن اس فقیر کے نزدیک مناسب یہ ہے کہ ہاتھوں کا دھلانا خواہ کھانے سے پہلے ہو یا بعد میں مشائخ، اکابر اور سرداروں سے شروع کیا جائے۔ دائیں ہاتھ کی جانب سے ہاتھ دھلائے جائیں کیوں کہ ان اللہ یحب التیامن فی کل شئی حتی التنعل والتجر جل یعنی اللہ تعالیٰ ہر بات میں داہنی جانب کو پسند فرماتا ہے یہاں تک کہ جوتا پہننے اور کنگھا کرنے میں بھی۔ اس کی دو روایتیں ہیں، جن کا اطلاق مجلس اور ہاتھ دھونے کا عام طریقہ رائج ہے۔ بہتر یہ ہے کہ (آنے والے) دائیں ہاتھ کی جانب سے بیٹھنا شروع کریں کیوں کہ مجلس کے اگلے حصے کو تمام معاملات میں سبقت دی گئی ہے۔

جو شخص ہاتھ دھلائے وہ یہ دعا پڑھے، ظہرک اللہ من الذنوب و براك اللہ من العیوب یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو گناہوں سے پاک اور عیبوں سے بری کرے۔ اگر میزبان ہے تو خود ہاتھ دھلائے کہ یہ بے حد پسندیدہ عمل ہے۔ امام مالک نے امام شافعی کے لیے یہی طریقہ اختیار کیا تھا۔ (علاوہ ازیں) بیان کرتے ہیں ہذہ من عادات الصوفیة و الاکل علی السفرۃ ہی سنة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی یہ بات صوفیہ کے اخلاق سے ہے اور دسترخوان پر کھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ اس کے بعد دسترخوان بچھائیں۔ بہتر یہ ہے کہ دسترخوان سرخ رنگ کا ہو کہ یہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی سنت ہے، نیز وہ دسترخوان جو رب العالمین نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا وہ بھی سرخ رنگ کا تھا۔ اس کے بعد دسترخوان سے جو کچھ مناسب ہو سامنے رکھیں۔ بہتر یہ ہے کہ دسترخوان تانبے اور لوہے کا نہ ہو۔

روی عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال ما اکل رسول علیہ السلام علی خوان ولا اُستکر حة وہی القصعة الصغیرة لانه لیس برکة فیہا یعنی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول علیہ السلام نے دسترخوان پر نہ کھایا اور نہ کبھی طشتری میں کھایا جو چھوٹی رکابی جیسی ہوتی ہے کیوں کہ اس میں برکت نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ نے میدے کی روٹی بھی تناول نہیں فرمائی کیوں کہ بے چھنا آٹا استعمال فرماتے تھے۔ ویجتنب عن القصعة الصغیرة و نحو الصفرو النحاس فالمسنون الخشب والخذف یعنی چھوٹی رکابی نیز تانبے اور پیتل کے برتن میں کھانے سے پرہیز کرے۔ لکڑی اور مٹی کے برتن میں کھانا سنت ہے۔

پہلے مجلس کے اکابر کھانا شروع کریں۔ اگر میزبان اجازت دے تو بہتر ہے ورنہ کھانا سامنے رکھ دینا ہی ایک درجے میں اجازت ہے۔ کھانے کی ابتدا نمک سے کریں۔ کما قال علیہ السلام ابداء بالملح وا ختم بالملح فان فی الملح شفاء من سبعین داء و اهو نہا الجزام والجنون والبرص و وجع البطن یعنی جیسا کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ (کھانا) نمک سے شروع کرو اور نمک پر ختم کرو بے شک نمک ستر بیماریوں سے شفا دیتا ہے اور ان میں نہایت



آسان جزام، دیوانگی، برص اور درد شکم ہیں۔

کھانے کی ابتدا بسم اللہ الرحمن الرحیم سے ہوتی ہے۔

وَيَسْتَجِبُ اَنْ يَقُولَ فِي اَوَّلِ لَقْمِهِ بِسْمِ اللّٰهِ وَالثَّانِيَةَ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ وَفِي الثَّلَاثَةِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِيْمِ يَتِمُّ وَيَشْرَبُ الْمَاءَ ثَلَاثَةَ اَنْفَاسٍ يَقُولُ فِي
النَّفْسِ الْاَوَّلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَفِي نَفْسِ الثَّانِيَةِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ
رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَفِي الثَّلَاثِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

یعنی واجب ہے کہ پہلے لقمے پر بسم اللہ دوسرے پر بسم اللہ
الرحمن اور تیسرے لقمے پر پوری بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے
اور پانی تین گھونٹ کر کے پیے پہلی گھونٹ پر الحمد للہ دوسری
گھونٹ پر الحمد للہ رب العالمین اور تیسری گھونٹ پر الحمد للہ
رب العالمین رب العالمین الحمد للہ رب العالمین۔

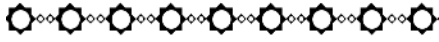
بیان کیا گیا ہے کہ کھانے سے متعلق چار چیزیں فرض ہیں۔ پہلے یہ کہ جو کچھ کھائے صرف حلال کمائی کا ہو۔ دوسرے یقین کرے کہ یہ کھانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ تیسرے یہ کہ جو کچھ بندے کو میسر ہو جائے بہ رضا و رغبت تناول کرے۔ چوتھے یہ کہ کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے بلکہ عبادت اور طاعت کی غرض سے کھائے۔ اسی طرح کھانے سے متعلق چار امور سنت ہیں۔ پہلے یہ کہ کھانے کی ابتدا بسم اللہ پڑھنے سے کرے اگر ہر لقمے پر بسم اللہ کہے تو مستحب ہے۔ دوسرے یہ کہ کھانے سے فارغ ہو تو الحمد للہ کہے۔ تیسرے یہ کہ کھانے سے پہلے اور بعد ہاتھ دھوئے۔ چوتھے یہ کہ کھاتے وقت دایاں پاؤں اٹھا ہوا اور بائیں پاؤں زمین سے لگا ہوا ہو۔

آداب طعام میں سے ایک یہ ہے کہ اپنے سامنے سے کھائے دوسرا یہ کہ چھوٹا لقمہ کھائے۔ تیسرا ادب یہ ہے کہ لقمے کو خوب چبائے۔ چوتھا یہ ہے کہ دوسرے شخص کے لقمے پر نظر نہ ڈالے اور (دستر خوان پر) جو کھانا گر گیا ہے اس کا ایک ایک ریزہ اٹھا کر کھالے اور انگلیاں چاٹے۔

کھانے کو سونگھنے کی ممانعت کا بیان :

جس امر کی ممانعت ہے وہ یہ ہے کہ کھانا نہ سونگھے اور کھانے پر پھونک نہ مارے۔ پھونک مارنے کی ممانعت اس وقت ہے، جب آپ کے ساتھ دوسرا شخص شریک طعام ہو۔

حضرت قدوة الکبر فرماتے تھے کہ مشائخ کے ملفوظات میں آیا ہے کہ الطعام عورة فاستروها ای فاسترو اعیو بہا یعنی کھانا عورت ہے پس اسے چھپاؤ یعنی اس کے عیب ظاہر نہ کرو۔ اگر حقیقت کو پیش نظر رکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ مشائخ نے ظاہر کرتے ہوئے کھانا کھایا ہے۔ یہ کس وجہ سے ہوا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مشائخ نے اپنی عاجزی اور مسکینی کو ظاہر کیا۔

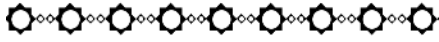


انہوں نے عیاں طور پر کھانا کھا کر یہ ثابت کیا کہ ہم فرشتہ صفت نہیں ہیں (انسان ہیں) انہیں اس اچھی نیت کی بنا پر فضیلت حاصل ہے۔ کھانے کے عیبوں کو چھپانا بہت ضروری ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتے ہیں کہ باورچی کو اشارے کنایے سے بتا دیا جائے یا کسی مناسب موقع پر اس پر ظاہر کر دیا جائے۔ بزرگوں کے طعام میں کھاتے ہوئے معاذ اللہ کوئی ایسی بات نہیں کہنی چاہیے جس سے کھانے کا عیب ظاہر ہو، ورنہ نقصان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمام طالبین کو اس برائی سے محفوظ رکھے۔

اسی سلسلے میں آپ نے فرمایا کہ شیخ عبداللہ خفیفؒ نے سفر کا ارادہ کیا۔ وہ ابو ذرؓ اور دبیلی قدس سرہ کے پاس پہنچے۔ ابو ذرؓ نے انہیں تھوڑا سا پکا ہوا بودار گوشت (کھانے کے لیے) دیا لیکن شیخ نے یہ بودار گوشت نہ کھایا۔ جب آگے سفر پر روانہ ہوئے تو راستے میں ایک بیابان آ گیا اور قافلہ راستے سے بھٹک گیا۔ چار روز بھوکے رہے اور کوئی چیز کھانے کے لیے نہ مل سکی۔ چار دن گزرنے کے بعد شیخ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ صحرا میں جا کر کچھ تلاش کرو شاید مل جائے۔ اتفاق سے ایک کتا نظر آیا اسے بہت سے حیلوں اور بہانوں سے پکڑ کر ذبح کیا اور امام مالکؒ کے مذہب کے مطابق آپس میں تقسیم کر لیا۔ شیخ کے حصے میں کتے کا سر آیا۔ ہر شخص نے اپنے حصے کا گوشت کھایا لیکن شیخ نے تامل کیا اور نہ کھایا۔ جب رات گزر گئی اور صبح کے آثار نمایاں ہونے لگے تو کتے کے سر نے کہا، یہ اس شخص کی سزا ہے جس نے ابو ذرؓ اور دبیلی کے دسترخوان کا بودار گوشت نہ کھایا۔ شیخ بستر سے اٹھے، اپنے اصحاب کو جگایا اور کہا کہ چلو ابو ذرؓ کی خدمت میں چل کر معذرت کرتے ہیں چنانچہ وہاں پہنچ کر اپنا قصور معاف کرایا۔

حضرت قدوة الکبرؒ فرماتے تھے کہ اگر کھانے کے دوران مشائخ کے اقوال اور ان کے حالات جو بھی مجلس کی کیفیت کے مطابق ہوں بیان کیے جائیں تو بہتر ہے۔ یہ عمل رافضیوں کے برعکس ہے۔

حضرت قدوة الکبرؒ فرماتے تھے کہ روٹی کی عزت کرنی چاہیے۔ اور روٹی کی عزت یہ ہے کہ اس پر رکابی اور نمک دان نہ رکھیں۔ انگلیاں اور ہاتھ روٹی سے صاف نہ کریں اور دسترخوان سے بھی ہاتھ صاف نہ کریں۔ نمک دو انگلیوں سے اٹھائیں یعنی انگشت شہادت اور انگوٹھے سے۔ نمک دان کو روٹی پر نہ رکھیں کہ یہ ایک درجے میں روٹی کو بے حیثیت جاننا ہے بلکہ مکروہ ہے۔ چار پائی یا شکستہ دسترخوان پر کھانا نہیں چاہیے۔ ہمیشہ زمین پر کھانا چاہیے۔ دسترخوان پر سرکہ، پیاز اور سبزی بھی رکھیں، قال علیہ السلام نعم الا دام الخل والزیت یعنی رسول علیہ السلام نے فرمایا، شوربا، سرکہ اور زیتون کا تیل خوب ہیں۔ جب تک ٹوٹی ہوئی روٹی موجود ہے دوسری روٹی نہ توڑیں۔ اگر شوربے میں چوری ہوئی روٹی کا کھانا ہے تو تین انگلیوں سے کھانا چاہیے یعنی انگوٹھے، شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے کھائیں۔ کھانے کے برتن میں انگلی نہ ڈالیں نہ دسترخوان کے بیچ سے لے کر کھائیں۔ کما قال علیہ السلام یتنزل البرکة وسط الطعام، فکلوا امن حافته ولا تاکلوا من وسطہ یعنی جیسا کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا، کھانے کے بیچ میں برکت نازل ہوتی ہے پس اس کے اطراف سے کھاؤ اور اس کے



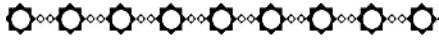
بیچ سے نہ کھاؤ۔ لقمہ چھوٹا رکھنا چاہیے اور خوب چبانا چاہیے جب تک پہلا لقمہ حلق سے نہ اترے دوسرا لقمہ منہ میں نہ رکھنا چاہیے۔ کھانے کے دوران خلال نہ کریں اور ہر بات میں اہل مجلس سے موافقت کریں۔ جب تک تمام لوگ کھانے سے اپنا ہاتھ نہ کھینچیں آپ بھی اپنا ہاتھ کھانے سے نہ کھینچیں۔ جب کھانے سے فارغ ہو جائیں تو جب تک انگلیاں نہ چاٹ لیں اپنا ہاتھ دسترخوان سے صاف نہ کریں۔ البتہ بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ دسترخوان سے ہاتھ صاف کر سکتے ہیں۔ (بہر حال) ہاتھ چاٹنے کو فائدہ کلی تصور کرنا چاہیے، قال علیہ السلام انّ اللہ و ملائکتہ یصلون علی الذین یلعقون اصابعہم یعنی رسول علیہ السلام نے فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اُن لوگوں پر رحمت کرتے ہیں جو اپنی انگلیاں چاٹتے ہیں۔

(شور بے سے) آلودہ ہاتھ نمک دان میں نہ ڈالے اور کھانے کے درمیان پانی نہ پیے۔ دو اعتبار سے۔ ایک یہ کہ از روئے حکمت وطب مضر ہے۔ جب تک غذا ہضم ہونے کا پہلا درجہ طے نہ کرے وہ جوں کی توں خام ہی رہتی ہے اور معدے کو اسے نرم کرنے میں دشواری ہوتی ہے۔ البتہ غذا ہضم ہونے کا پہلا درجہ طے کرنے کے بعد رہنما اور ہاضم ہو جاتی ہے۔ دوسرے اعتبار سے کھانے والے کے ہونٹوں سے لگا ہوا سالن پانی کے گلاس سے لگ جاتا ہے اور یہ آلودگی دوسرے لوگوں کی کراہت کا باعث ہوتی ہے۔

جہاں تک ممکن ہو کھانا تھوڑا یا بہت جماعت کے ساتھ کھانا چاہیے اور اس امر سے پرہیز نہ کرنا چاہیے کیوں کہ بھائیوں کی کثرت سے برکت نازل ہوتی ہے۔ کثرة الایادی بروکۃ یعنی ہاتھوں کی کثرت باعث برکت ہے۔ روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک جماعت رسول علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ ہم کھانا کھاتے ہیں لیکن سیر نہیں ہوتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاید تم علیحدہ علیحدہ کھانا کھاتے ہو۔ اب سے اکٹھے ہو کر کھاؤ اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرو تا کہ اس کھانے میں برکت ہو۔

حضرت مخدوم جہانیاں سے نقل کرتے تھے کہ آپ اس امر پر بے حد اصرار فرماتے تھے کہ کوئی شخص بغیر رفیقوں کے کھانا نہ کھائے بلکہ ایک روایت کے مطابق اسے مکروہ خیال کیا گیا ہے کیوں کہ اکیلے کھانا کھانا بری بات ہے۔ حیث قال علیہ السلام، ملعون من اکل وحده وضرب عبده ومنع دفعہ یعنی جیسے کہ حضور السلام نے فرمایا، وہ ملعون ہے جو اکیلے کھانا کھائے اور اپنے غلام کو مارے اور جماعت کو منع کرے۔ حضرت مخدوم جہانیاں (جہاں گشت) فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص اکیلا ہو تو دوسرے شخص کا حصہ علیحدہ کر دے اس طرح اس نے جماعت کا حق ادا کر دیا۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السلام) کی مہمان بنانے کی آرزو مشہور ہے۔ آج کل بھی آپ کے مزار پر انوار پر ایک شخص ہے جو آپ کی سنت کی رعایت کرتا ہے اور دو تین میل چکر لگا کر مہمان کو تلاش کرتا ہے اس شخص کی کنیت ہی ”ابو الفضل ضیفان“ ہوتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مزار مقدس پر یہ رسم آج تک جاری ہے اور ان شاء اللہ روز قیامت



تک جاری رہے گی بالنبی و آلہ امجاد۔

حضرت قدوة الکبراً فرماتے تھے کہ کھانا بے پروائی اور بے دلی سے نہ کھائے بلکہ حضور دل کے ساتھ کھانا کھانا چاہیے۔ بیان کرتے ہیں کہ وہ کھانا جو حضور دل سے تناول کیا جاتا ہے وہ کھانا پیٹ میں پہنچ کر ذکر کرتا ہے اور نور بن جاتا ہے۔ حضرت مخدومیؒ نے یہ دستور مقرر کر دیا تھا کہ کھانے کے دوران حاضرین کے لیے ایک خادم مقرر کر دیا تھا جو کھڑے ہو کر تین بار بلند آواز سے کہتا تھا کہ اے صاحبو! ہرگز ہرگز غفلت کے ساتھ کھانا نہ کھائیں اور اس لذت سے باخبر رہیں جو آپ کھانے سے حاصل کر رہے ہیں۔

ایک روز کھانے کے تعلق سے ایک لطیف نکتہ بیان فرمایا۔ ارشاد ہوا کہ اصحاب تحقیق کے لیے لطیف کھانا یا کھانے کی دیگر لطیف چیزیں نقصان دہ نہیں ہیں البتہ ان مبتدیوں کے لیے جو درجہ کمال تک نہیں پہنچے ہیں اور مجاہدات میں مشغول ہیں سخت اور خشک قسم کا کھانا ہی مفید ہے۔

اس عورت کا ذکر جس نے اپنا بیٹا حضرت غوث الثقلین کے سپرد کیا تھا:

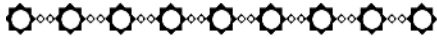
اسی لطیف نکتے کے تعلق سے آپ نے فرمایا، کہ (ایک روز) ایک بڑھیا حضرت غوث الثقلینؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ وہ اپنے بیٹے کو بھی ساتھ لائی تھی۔ اس نے عرض کیا کہ میں اپنے اس بیٹے کا آپ سے بے حد دلی تعلق محسوس کرتی ہوں۔ میں اسے اپنے حق کی ذمہ داری سے آزاد کرتی ہوں۔ آپ اسے اللہ تعالیٰ کے لیے قبول فرمائیں۔ شیخؒ نے اس عورت کی درخواست قبول فرمائی اور لڑکے کو ریاضت اور مجاہدہ کرنے کا حکم دیا۔ کچھ عرصے بعد وہ بڑھیا اپنے بیٹے کے پاس آئی۔ دیکھا کہ بیٹا جو کی روٹی کھا رہا ہے اور کم کھانے اور جاگنے کے باعث دبلا ہو گیا ہے۔ بیٹے سے مل کر وہ بڑھیا غوث الثقلینؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی وہاں اس نے ایک طباق دیکھا جو شیخ کے تناول کردہ مرغ کی ہڈیوں سے پر تھا۔ بڑھیا نے شیخ سے کہا، یا سیدی آپ تو مرغ تناول فرماتے ہیں اور میرے بیٹے کے لیے صرف جو کی روٹی ہے۔ شیخ نے اپنا ہاتھ ہڈیوں پر رکھا اور فرمایا، قم باذن اللہ الذی ویحیی العظام وہی رمیم یعنی اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا جو ہڈیوں میں جان ڈالے گا دریاں حالیکہ وہ گل سڑ گئی ہوں گی۔ فی الفور مرغ زندہ ہو گیا اور بانگ دینا شروع کر دیا۔ بعد ازیں شیخ نے بڑھیا سے کہا کہ جس وقت تیرا فرزند ایسا ہو جائے گا اس وقت جو چاہے کھائے۔

حضرت قدوة الکبراً فرماتے تھے کہ بغیر بھوک کے کھانا تو ہر کسی کے لیے ممنوع ہے اور گروہ صوفیہ کے لیے تو قطعی جائز نہیں، چنانچہ حضرت مولانا رومیؒ سے منقول ہے، ان سے دریافت کیا گیا، کیا درویش گناہ کرتا ہے۔ فرمایا نہیں مگر اس وقت جب وہ بغیر ضرورت کھاتا ہے کیوں کہ درویش کا بغیر بھوک کے کھانا عظیم گناہ ہے جہاں تک ہو سکے پیٹ بھر کر کھانا نہ کھائے اگرچہ چند بار ایسا کرنا پڑے۔ دن میں صرف ایک بار کھانا صدیقوں کا کام ہے۔ درویش کے لیے ضروری ہے کہ جن کھانے

کی چیزوں میں شبہ ہو ان سے پرہیز کرے اللہ تعالیٰ صوفیہ کو مشکوک چیزیں نہیں کھلاتا۔ تقویٰ اختیار کرنا ضروری ہے۔

ایک بزرگ کا ذکر جنھوں نے خرگوش کا گوشت نہ کھایا:

اس موقع پر آپ نے فرمایا کہ حضرت شیخ علاء الدولہ سمنائی بیان فرماتے تھے کہ ایک روز خوبان کے حاکم نے مجھے (شکار کردہ) ہرن بھیجا اور اپنا سلام کہلوا یا اور نیاز مندی ظاہر کی کہ یہ شکار کا گوشت ہے آپ تناول کریں کہ حلال ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ اس وقت مجھے امیر نوروز کا قصہ یاد آیا۔ ایک زمانے میں میں خراسان میں تھا اور طوس کے مزارات کی زیارت کے لیے گیا ہوا تھا۔ امیر نے جب میرے بارے میں سنا تو پچاس سواروں کے ساتھ میرے تعاقب میں آیا اور کہا کہ میری آرزو ہے کہ آپ ہمیشہ خراسان میں رہیں تاکہ میں بھی آپ کے ساتھ رہوں۔ بہر حال چند روز اس کے ساتھ صحبت رہی۔ ایک دن امیر دو خرگوش لے کر آیا اور کہا میں تو کھا چکا ہوں آپ بھی کھائیں۔ میں نے کہا کہ یہ خرگوش کا گوشت ہے۔ یہ اسی کے لیے جائز ہے جو خرگوش مارتا ہے، چنانچہ وہ کھائے میں نہیں کھاؤں گا۔ اس نے دریافت کیا کہ آپ کس بنا پر نہیں کھائیں گے۔ میں نے کہا کہ امام جعفر صادقؑ کے بقول حرام ہے اور جب ایک بزرگ نے حرام قرار دیا ہے تو اس کا نہ کھانا ہی مناسب ہے۔ امیر واپس ہو گیا اور دوسرے دن آیا اور ایک ہرن لے کر آیا اور کہا کہ میں نے خود اس ہرن کا شکار کیا ہے اور اس تیر سے کیا ہے جو میں نے تراشا تھا اور اس گھوڑے پر سوار تھا جو عہد قدیم سے میرے آباؤ اجداد کی اصطبل میں نسلًا بعد نسل پیدا ہوا۔ میں نے کہا کہ یہ قصہ بھی مولانا جمال الدین درکانی کے قصے کی طرح ہے کہ ہمدان کے مضافات میں مغلوں کے امیروں میں سے ایک امیر تھا۔ اسے مولانا سے ارادت کا دعویٰ تھا۔ ایک روز امیر مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کے سامنے دو مرغابیاں رکھیں اور عرض کی انہیں میرے پالتو باز نے پکڑی ہیں، حلال ہیں، مولانا تناول فرمائیں۔ مولانا نے کہا کہ مسئلہ مرغابی کے بارے میں نہیں ہے بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ کل تمہارے باز نے کس بیوہ عورت کے چوزے کھائے تھے کہ آج اس میں مرغابی پکڑنے کی طاقت پیدا ہوئی۔ میاں انہیں یہاں سے لے جاؤ یہ تمہارے ہی کھانے کے لائق ہیں۔ (یہ قصہ سنانے کے بعد میں نے حاکم خوبان سے کہا) اسی طرح تمہارے گھوڑے نے کل کس مظلوم کے جو کھائے تھے کہ آج اس میں اس قدر دوڑنے کی قوت میسر ہوئی کہ تم اس کی پیٹھ پر بیٹھ کر ہرن کا شکار کر سکتے۔ مختصر یہ کہ اس نے بہت اصرار کیا لیکن میں نے شکار کا گوشت نہیں کھایا البتہ درویشوں سے کہہ دیا کہ تم لوگ کھاؤ۔ یہ نیاز مندی کے ساتھ لایا ہے شاید اس نیاز مندی کی بدولت اس کی مراد بر آئے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے تھے کہ اس واقعے سے دو فائدے معلوم ہوئے ایک یہ کہ (اکابر) اس حد تک تقویٰ کی مثال پیش کر گئے ہیں دوسرے یہ کہ ہر شخص کا تقویٰ اس کی ذات کی مناسبت سے ہوتا ہے اور ہر شخص کے تقوے میں دوسرے سے فرق ہوتا ہے۔ بیت:



چہ نسبت درمیانِ این و آنست
کہ فرقی از زمیں تا آسمانست

ترجمہ: اس شخص اور اس شخص میں کوئی مناسبت پیدا ہی نہیں ہو سکتی کیوں کہ یہاں زمین آسمان کا فرق ہے۔

بادشاہ کی دعوت میں قدوۃ الکبریا کی کرامت کا ذکر:

جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے حرام لقمے سے محفوظ کر دیا ہے وہ ہرگز اس برے فعل میں ملوث نہیں ہوتا ایک روز لاجپین کے امیروں میں سے ایک شخص نے جو حضرت قدوۃ الکبریا سے کسی قدر برابری کا تعلق رکھتا تھا، آپ کی ضیافت کی اور انواع و اقسام کے کھانے اور مشروبات آپ کے سامنے دسترخوان پر رکھے۔ ایک چھوٹے طباق میں مرغی کے دو چوزے رکھ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ ان میں ایک چوزہ زبردستی قیمت ادا کیے بغیر حرام طریقے سے پکڑا ہوا ہے اور اصرار کیا کہ آپ مرغی کے ان چوزوں کو تناول فرمائیں۔ آپ نے فرمایا، اچھا جو کچھ حلال طریقے سے مہیا کیا گیا ہے وہ درویشوں کا حصہ ہے، اس کی طرف رغبت کریں گے، چنانچہ آپ نے وہ چوزہ جو حلال ذریعے سے حاصل کیا گیا تھا اپنے اصحاب کو دے دیا اور مشکوک چوزے کو امیر کی جماعت کے حوالے کر دیا کہ یہ چوزہ تم لوگوں کے لایق ہے اور یہ دوسرا ہمارے لیے مناسب ہے۔ شعر:

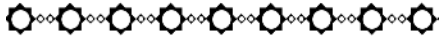
کسے کورا خدا محفوظ دارد

برو سنگ جفا ہر گز نہ بارد

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جس بندے کی حفاظت کرتا ہے اس پر ہرگز سنگ جفا نہیں برساتا۔

حضرت کی خدمت میں یہ امر تو کئی بار مشاہدے میں آیا کہ جب کبھی آپ کی خدمت میں مشکوک کھانا یا اسی طرح کا طعام عروسی پیش کیا گیا تو آپ کے بائیں پیر کی چھوٹی انگلی خود بخود ہلنے لگتی تھی اور آپ کو کھانے کا مشکوک ہونا معلوم ہو جاتا تھا۔

اسی سلسلے میں آپ نے فرمایا کہ ایک روز ہم ولایت کو لاہ میں حضرت میر سید علی ہمدانی کے ساتھ امیر بدخشانی کی ضیافت میں موجود تھے۔ یہ امیر حضرت میر سے متعلق اچھا اعتقاد نہیں رکھتا تھا اور اُن کی بزرگی کا منکر تھا۔ اُن کے امتحان کے لیے ضیافت کو بہانہ بنایا تھا۔ وہ امتحان یہ تھا کہ اس نے اپنے باورچی کو حکم دیا کہ دیگ میں حلال اور مشکوک دونوں طرح کے چاول پکا کر اور ایک طباق میں رکھ کر پیش کرے۔ باورچی حکم بجا لایا۔ جب کھانے کے لیے جمع ہوئے تو امیر بدخشانی نے عرض کیا کہ ازراہ عنایت چاول تناول فرمائیں کہ بہت لذیذ اور لطیف ہیں۔ حضرت میر نے فرمایا ضرور کھائیں گے، دوسرا طباق لائیں۔ دوسرا طباق لایا گیا فرمایا، اللہ تعالیٰ کے حکم اور ارادے سے علاحدہ علاحدہ ہو جاؤ۔ فی الفور چاولوں میں جنبش پیدا ہوئی اور نصف چاولوں کے قریب طباق سے باہر گر پڑے۔ اس کے بعد حضرت میر نے فرمایا کہ طباق سے خارج شدہ



چاول امیر بدخشانی کھائیں اور طباق کے چاول فقیر کا حصہ ہیں کیوں کہ حق اپنے مرکز سے پیوستہ رہتا ہے اور شے کی اصل اپنے مقام پر رہتی ہے۔

حضرت قدوة الکبراً فرماتے تھے کہ اہل ریاضت ہمیشہ نفس کشی نہیں کرتے بلکہ کبھی کبھی اس کی مراد بھی پوری کر دیتے ہیں۔ یہ سختی مبتدیوں کے لیے ہے۔ کامل حضرات کے لیے لذیذ چیزوں کا کھانا پینا منع ریاضت نہیں ہے۔

بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ ادھم کعبہ شریف کے مجاور تھے۔ مدتوں اُن کے نفس نے ریزادہ کھانے پر اکسایا۔ ریزادہ ایک قسم کا شوربا ہے جسے کٹے ہوئے گوشت میں زعفران مٹھی اور دوسرے مصالحے ڈال کر پکاتے ہیں۔ ایک شب انھیں خواب میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ فرمایا، تم کب تک نفس کے کتے کو مارتے رہو گے، اس کی خواہش پوری کر دو وہ ریزادہ چاہتا ہے پکا کر اس کے آگے رکھ دو۔ جب بیدار ہوئے تو باوجود اس کے کہ خود عالم تھے، اہل علم و دانش سے اس خواب کی تعبیر معلوم کی۔ انھوں نے کہا چوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مبارک ہے آپ ریزادہ تناول کر لیں۔ ابراہیمؑ نے کہا کہ یہ امر سرکارِ رسول ﷺ کی شفقت ہے امرِ عزیمت نہیں ہے۔ خیر اس دن نہ کھایا جب دوسری رات آئی تو انھوں نے خواب میں دیکھا کہ (فرشتے) بہشت سے ریزادہ لائے ہیں اور انھیں کھلا رہے ہیں۔ جب بیدار ہوئے تو ریزادہ کی خوشبو ان کے منہ سے آرہی تھی جو تازندگی قائم و باقی رہی۔ شعر:

شرابے را کہ ساقی یار باشد

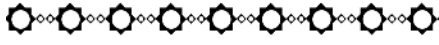
اثر تا مدت بسیار باشد

ترجمہ: وہ شراب جو ساقی پلاتا ہے اس کا اثر بہت زیادہ مدت تک باقی رہتا ہے۔

حضرت قدوة الکبراً فرماتے تھے کہ ریاضت مبتدی اور انتہی دونوں کے لیے اہم اور ضروری ہے گروہ صوفیہ میں سے کوئی شخص ریاضت کے دائرے سے باہر نہیں نکلا ہے بلکہ راہِ ریاضت کو اس طرح طے کیا ہے کہ چالیس پچاس روز تک نفس کو بھوکا رکھا اور عنان توکل کو بھی ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

حضرت قدوة الکبراً کی چلہ نشینی کا ذکر:

حضرت قدوة الکبراً ایک مرتبہ جزیرہ لنکا کے کسی شہر میں قیام پذیر ہوئے۔ حاکم شہر نیاز مندی کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ آج کل سردی اور برف باری کا موسم ہے۔ ازراہ عنایت اصحاب کا یہاں چند روز قیام کرنا مناسب ہوگا اور ہمارے لیے بھی باعث سرفرازی ہوگا۔ جب اس کا اصرار حد سے گزر گیا اور اس کی نیاز مندی صدق کے ساتھ تھی تو آپ نے اس کی درخواست قبول فرمائی۔ حاکم نے آپ کے قیام کے لیے اپنا محل تجویز کیا۔ آپ نے فرمایا درویشوں کے لیے مناسب بات یہی ہے کہ وہ مسجد میں قیام کریں۔ چوں کہ حاکم کے لیے آپ کی مرضی کا احترام اہم تھا اس نے آپ کی بات تسلیم کر لی۔ چنانچہ جامع مسجد جس کا احاطہ بڑا اور صحن وسیع تھا آپ کی جائے قیام قرار دی گئی۔



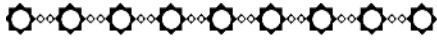
حضرتؑ نے فرمایا چوں کہ چند روز یہاں قیام کرنا ہے اس لیے ہم سفر کی نیت توڑ دیتے ہیں اور مقیم کی نیت کرتے ہیں۔ مسجد کا عبادت خانہ بہت پاک صاف ہے ہم یہاں ایک چلہ پورا کریں گے۔ اصحاب نے کہا آپ مالک ہیں۔ بہر حال آپ چلے میں بیٹھ گئے۔ افطار کے وقت خادم ایک نان آپ کو دیتے تھے۔ چالیس دن پورے ہو گئے تو آپ نے اس شہر سے کوچ کیا۔ جب عبادت کے خادم سے تفتیش کی گئی تو معلوم ہوا چالیس نان جوں کے توں وہاں موجود تھے۔

اسی سلسلے میں فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت غوث الثقلینؒ ایک گنبد میں تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے عہد کرتا ہوں کہ اس وقت تک کچھ نہ کھاؤں گا جب تک وہ میرے منہ میں لقمہ نہ رکھے گا اور کوئی چیز نہ پیوں گا جب تک وہ نہ پلائے گا۔ چالیس دن گزر گئے میں نے کوئی چیز نہیں کھائی۔ چالیس دن کے بعد ایک شخص اندر آیا۔ وہ قدرے کھانا بھی لایا تھا۔ میرے آگے رکھ دیا۔ قریب تھا کہ شدید بھوک کے سبب میرا نفس کھانے پر ٹوٹ پڑتا (لیکن) میں نے کہا، خدا کی قسم میں نے اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا ہے اسے نہیں توڑوں گا۔ میں نے اپنے باطن میں سنا کہ کوئی فریاد کر رہا ہے اور بلند آواز سے کہہ رہا ہے، بھوک بھوک، اچانک شیخ ابو سعید مخزومیؒ میرے پاس آئے۔ انھوں نے یہ آواز سنی اور فرمایا، اے عبدالقادر یہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ یہ میرے نفس کی بے چینی اور اضطراب ہے لیکن روح مشاہدہ خداوندی میں مطمئن اور بحال ہے۔ فرمایا تم میرے مکان پر آؤ اور رخصت ہو گئے۔ میں نے اپنے نفس سے کہا کہ میں یہاں سے باہر نہ نکلوں گا۔ ناگاہ ابو العباس خضر علیہ السلام اندر داخل ہوئے اور فرمایا اٹھو، شیخ ابو سعیدؒ کی خدمت میں جاؤ۔ میں اٹھ کر چل دیا۔ دیکھا کہ شیخ میرے انتظار میں دروازے پر کھڑے ہیں۔ (مجھے دیکھ کر) فرمایا، اے عبدالقادر تمہیں میرا کہنا کافی نہ تھا کہ خضر علیہ السلام کو بھی کہنا پڑا۔ پھر مجھے مکان کے اندر لے گئے۔ کھانا لایا گیا۔ شیخ نے ایک ایک لقمہ میرے منہ میں رکھا حتیٰ کہ میں سیر ہو گیا۔ بعد ازاں انھوں نے الیاسی خرقہ مجھے پہنایا۔

حضور علیہ السلام کے کھانے اور پینے کی چیزوں کا بیان:

مجلس میں حضور علیہ السلام کے کھانے اور پینے کی چیزوں کا ذکر آ گیا۔ حضرت قدوة الکبریٰ نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام کو کھانے اور پینے کی جن چیزوں سے رغبت تھی ان کی تفصیل سیر اور احادیث کی کتابوں میں ہے وہاں سے معلوم کریں۔ بہر حال مختصر طور پر اس مجموعے میں بیان کی جائیں گی۔

روایتوں میں آیا ہے کہ پھلوں، کھانوں اور مشروبات سے متعلق حضور علیہ السلام کا طریق زہاد اور فقرا کے دستور کے مطابق تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دولت مندوں، ناز پروردہ لوگوں اور پرآگندہ مزاجوں کے کھانوں اور مشروبات سے کلی طور پر پرہیز فرماتے تھے۔ حضور علیہ السلام اور اہل بیت کا کھانا، جو، کھجور، اونٹنی کا دودھ اور بکریوں کا دودھ تھا۔ اگر بطور ہدیہ کہیں سے گوشت آتا یا گھر کے خرچ سے حاصل ہوتا یا کوئی شخص حجرہ مبارکہ میں بکرا ذبح کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا شور یا شور بے دار گوشت زہاد اور فقرا کی عبادت کے مطابق تناول فرمالتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی فرمائش نہیں کی



کہ فلاں کھانا یا فلاں چیز مہیا کی جائے جو کھانا بے طلب سامنے آ گیا، رضا اور رغبت سے تناول فرماتے تھے اور اس کھانے کی تعریف بھی فرماتے تھے آپ کے خانہ مبارک میں کبھی میدہ نیز سبز جو کی روٹی اور چپاتی نہیں پکی۔

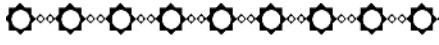
مختلف انواع و اقسام کے کھانے جیسے، تمناج، ط۔ تباہچہ ط یا مختلف قسم کے شور بے دار گوشت جو اہل دولت کے گھروں میں فخر یہ طور پر پکائے جاتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ پکواتے تھے۔ اگر کسی ضیافت میں مختلف رنگ اور اقسام کے کھانے ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میزبان کا دل رکھنے کے خیال سے تھوڑا سا تناول فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمائش کر کے کھانا پسند نہ تھا۔ (بعض) کھانوں کی تعریف بھی فرمائی ہے نعم الا دام الحل ونعم الا دام اللحم ونعم الخبز الشعیر ونعم البقول بقلۃ الحمقا والعنب والرمان اللطیبان یعنی بہترین سالن سرکہ اور گوشت ہے۔ بہترین روٹی جو کی روٹی ہے۔ بہترین ساگ خرنے کا ساگ ہے انگور اور انار پاکیزہ (پھل) ہیں۔

حضور علیہ السلام اکثر اوقات روزے سے ہوتے تھے۔ ہفتے میں فاقہ کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھوک کی حالت میں انگور، گوشت، سیب، ساگ، ککڑی، خربوزہ اور کھجور بھی تناول فرمائے ہیں۔ اس لیے دیکھنے والوں کو یہ گمان ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسا کہ تقاضائے بشری ہے، یہ چیزیں پسند تھیں لیکن ایسا ہرگز نہیں ہے۔ نقل عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت ما كان النزاع احب اللحم الى رسول الله ولكن كان لا يجد اللحم الاغبا، فكان يعجل اليها لانها ناصباً یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دست کا گوشت سب سے زیادہ پسند نہ تھا لیکن چونکہ آپ ﷺ کو گوشت ایک روز کے بعد حاصل ہوتا تھا اس لیے کھانے کے لیے عجلت فرماتے تھے کیوں کہ دست کا گوشت دیگر اعضا کے مقابلے میں جلدی گل جاتا ہے۔ دست کے گوشت کی طرف رغبت اس کے جلد گل جانے کی وجہ سے تھی جس کی بنا پر لوگوں نے یہ گمان کیا کہ یہ رغبت تقاضائے بشری کے سبب تھی۔ حضور علیہ السلام نے پکے ہوئے گوشت کو چھری سے کاٹنا منع فرمایا ہے۔ عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت، قال رسول الله عليه السلام لا تقطعو اللحم بالسكين فانه من ضع الاعاجم والهسوه فانه اهنا والامراء یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ گوشت کو چھری سے مت کاٹو کیوں کہ یہ عجیوں کا طریقہ ہے۔ ہڈی کا گوشت دانتوں سے علاحدہ کر کے کھاؤ اس لیے کہ اس طرح کھانا زیادہ مناسب اور زیادہ لذیذ ہوتا ہے۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ حسن بن علی، عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن جعفر (رضی اللہ عنہم) عبد اللہ بن عباس کی والدہ کے پاس آئے اور ان سے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسندیدہ کھانے کی فرمائش کی انھوں نے فرمایا اچھا تیار

ط۔ مطبوعہ نسخے میں سہو کتابت کے باعث ”تمناج“، نقل ہوا ہے لیکن اصل لفظ ”تمناج“ ہے یہ ایک قسم کا آش ہوتا ہے۔

ط۔ اسی طرح اس لفظ میں سہو کتابت ہے۔ اصل لفظ ”تباہچہ“ ہے لیکن مطبوعہ نسخے میں ”تباہچہ“، نقل ہوا ہے۔ تباہچہ ایک قسم کا مسالے دار بھنا ہوا گوشت ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں اسٹین گاس۔



کرتی ہوں۔ پھر تھوڑے سے جو پانی میں ابالے۔ ان کا آٹا دیکھی میں ڈالا۔ تھوڑا سا روغن زیتون ڈالا۔ کسی قدر زیرہ، سیاہ مرچ اور دیگر ضروری چیزیں اس میں ملادیں۔ یہ کھانا اپنے ہاتھ سے پکا کر تینوں بچوں کے سامنے رکھا اور فرمایا کہ یہ وہ طعام ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھا اور مجھ سے پکواتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیٹھ کا گوشت پسند تھا۔ اطیب اللحم، لحم الظہر (بہترین گوشت پیٹھ کا گوشت ہے) کھانے میں ٹرید^ط پسند تھا، فضل عائشہ علی سائر النساء کفضل الشریذ علی سائر الطعام یعنی عائشہؓ کو تمام عورتوں پر فضیلت حاصل ہے جیسے شریذ کو تمام کھانوں پر فضیلت حاصل ہے۔ درحقیقت شریذ جلد ہضم ہونے والا طعام ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بنی علیہ السلام سے روایت کیا ہے، بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جبریل میرے پاس ہر یہ لے کر آئے اور کہا، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اسے تناول فرمائیں یقیناً یہ پیٹھ کے درد کے لیے بے حد مفید ہے اور قیام شب کے لیے بھی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کجھور، انار، اور انگور حضرت آدم علیہ السلام کے خمیر کے فضل سے ہیں پس انھیں کھاؤ اور انار کو اس کی اندرونی جھلی کے ساتھ کھاؤ پس یہ معدے کی اصلاح کرتے ہیں۔ بے شک نبی علیہ السلام خربوزہ اور کجھور لائے اور دونوں کو تناول فرمایا اور فرمایا کہ یہ دونوں پاکیزہ ہیں۔^ط

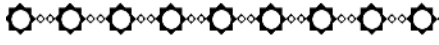
حضور علیہ السلام کو سبزی میں ساگ سے، ترشی میں سرکے سے، کجھوروں میں عجوبہ^ط سے اور مشروب میں دودھ سے زیادہ رغبت تھی۔ اگر کوئی شخص ضیافت کا اہتمام کرتا تو تشریف لے جاتے تھے۔ حضور علیہ السلام نے دعوت طعام قبول کرنے کے بارے میں یہاں تک ارشاد فرمایا کہ اگر میں بکرے کے ایک دست کے لیے بلایا جاؤں تو میں یہ دعوت قبول کر لوں گا۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے تھے کہ جب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حد تک دعوت قبول فرماتے تھے تو صوفیہ پر لازم ہے کہ اصحاب کا دل رکھنے کے لیے ان کی دعوت قبول کر لیا کریں۔ حضرت نے ملک محمود کے بارے میں فرمایا کہ ہم بھی جب ضرورت ہوتی ہے ملک محمود کے مکان پر جاتے ہیں اور جو کچھ وہ لاتے ہیں ہم دل سے قبول کرتے ہیں اور کھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں صوفیہ کی محبت بٹھا دی ہے۔ مولانا کریم الدین سے متعلق بھی یہ ارشاد ہوا کہ مجھے ان کی ضیافت قبول کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے۔

ایک بار حضرت قدوۃ الکبریٰ عالی مقام سیف خاں کی دعوت میں تشریف لے گئے۔ وہاں علاقے کے مشائخ، علماء، فضلاء اور سادات موجود تھے۔ ارباب علم میں سے ایک شخص نے گفتگو شروع کی کہ مشائخ کا شعرا امتیاز اور لباس تقویٰ ہونا چاہیے۔ جب وہ اہل دولت کی ضیافت میں جاتے ہیں تو معلوم نہیں کہ وہ تقوے کی رعایت کس طرح کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ

^ط شریذ۔ شوربے میں چوری ہوئی روٹی۔

^ط مترجم نے طویل عربی عبارت کو نقل نہیں کیا ہے بلکہ اس کا ترجمہ نقل کیا ہے۔

^ط عجوبہ، کجھور کی ایک قسم جو مدینہ طیبہ میں پیدا ہوتی ہے اور بہت شیریں ہوتی ہے۔



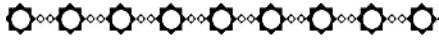
حضرت حارث محاسبیؓ کی انگلی میں ایک رگ تھی۔ جب وہ کسی مشکوک طعام کی طرف ہاتھ بڑھاتے تو وہ رگ حرکت کرنے لگتی۔ میں اپنے ہاتھ میں ساٹھ رگیں رکھتا ہوں کیا عجب ہے کہ اُن میں کوئی ایک رگ حرکت کرنے لگے۔

امام یافعی کی تاریخ میں بیان کیا گیا ہے کہ گذشتہ سلاطین میں سے کسی سلطان نے مشائخ میں سے کسی بزرگ کا امتحان لیا۔ کئی قسم کے کھانے لے کر حاضر ہوا۔ اُن میں سے بعض برتنوں میں ذبح کردہ جانوروں کا گوشت تھا اور بعض میں مردار جانوروں کا گوشت تھا۔ بزرگ نے ہمت سے کام لیا اور کہا کہ اے درویشو آج کی دعوت میں میں آپ کا خادم ہوں پھر وہ برتن جن میں ذبح کردہ گوشت تھا درویشوں کو دے دیا اور مردار گوشت علاحدہ کر کے بادشاہ کے سپاہیوں کو دے دیا اور فرمایا، الطیب للطیب الخبیث للخبیث، یعنی پاک آدمی کے لیے پاک چیز ہے اور خبیث کے لیے خبیث چیز ہے۔ سلطان اس موقع پر وہاں موجود تھا اس نے ایسے کام سے آئندہ کے لیے توبہ کی۔

منقول ہے کہ دسترخوان سے ریزے اٹھا کر (کھانا) بڑے ثواب کی بات ہے۔ امیر المومنین حضرت علی (رضی اللہ عنہ) دسترخوان پر کھانا کھا رہے تھے کہ اتفاق سے ایک لقمہ ہاتھ سے گر گیا۔ آپ کے غلام نے اٹھا کر کھالیا۔ آپ نے اسے آزاد کر دیا۔ لوگوں کے دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا، میں اسے کیوں آزاد نہ کرتا جب کہ وہ عذاب دوزخ سے آزاد ہو چکا ہے۔

حضرت میر (مخدوم جہانیاؒ) سے روایت فرماتے تھے، کھانے والوں میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو صاحب ضیافت کو محتاج نہ کرے اور اس سے یہ کہنے کا موقع حاصل کر لے کہ تھوڑا سا اور تناول کیجیے۔ اگر میزبان کا دل رکھنے کے لیے کسی قدر زیادہ کھائے تو اچھی بات ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ بہت سی کجھوریں دوستوں کے پاس لائے اور کہا، جو شخص یہ کجھوریں کھائے گا تو ہر کجھور کے بدلے اسے ایک درہم دوں گا اور جو کوئی زیادہ کھائے گا اسے زیادہ دوں گا کیوں کہ حدیث میں آیا ہے کہ کھانے میں تین باتوں کی پوچھ گچھ نہیں ہے۔ ایک سحری کا کھانا، دوسرے افطار کے وقت کھانا تیسرے دوستوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا۔

حضرت قدوة الکبرؒ فرماتے تھے کہ دوستوں کا دوستوں کے مکان میں جمع ہونا اخلاقِ نبوی اور سیرتِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحب خانہ کی غیر موجودگی میں اپنے اصحاب کے گھروں میں کھانا تناول فرمایا ہے۔ کما قال علیہ السلام، لو دخل احد بیت صدیق واکل شیا ویعلم ان صاحب الکرام لا یکرہ ذلک لباأس یعنی جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنے دوست کے مکان پر جائے اور یہ جانتے ہوئے وہاں کچھ کھائے کہ صاحب خانہ اسے ناپسند نہ کرے گا تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ دوستوں کا جوٹھا کھانا بہت مفید ہے۔ اہل ایمان کا جوٹھا کھانا، خاص طور پر اکابر کا جوٹھا کھانا کھاؤ۔ مومنین کے جوٹھے کھانے میں شفا ہے۔ قال علیہ السلام خیر الماء بین الطعامین وشر الماء بین النومیین یعنی حضور علیہ السلام نے فرمایا، سب سے اچھا پانی وہ ہے جو دو کھانوں کے



درمیان پیا جائے اور بدترین پانی وہ ہے جو دو نیندوں کے درمیان پیا جائے۔ قال علیہ السلام ایضا اذا شربتم فاسکنوا و اذا احییتم فارکعوا ایضا البان البقرو الغنم شفاء و شحمہما دواء یعنی حضور علیہ السلام نے فرمایا جب تم پانی پی چکو تو ساکن رہو اور جب نیند سے جاگو تو رکوع کرو۔ نیز گائے اور بکری کے دودھ میں شفا ہے اور ان کی چربی دوا ہے۔

پیاز کا استعمال مفید ہے کہ مقوی ہوتی ہے۔ پیاز کے استعمال سے دوسرے ملک کا پانی نقصان نہیں کرتا۔ سنت نبوی میں ہے کہ پیٹنگن جس نیت سے بھی کھائی جائے مفید ہوتی ہے کیوں کہ سبزیوں میں جو سبزی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لائی وہ پیٹنگن تھی۔ یہ مفید ہوتی ہے۔
مہمان داری کی فضیلت میں حدیث:

جو کھانا گھر والوں کے مزاج کے مطابق کھایا جائے اس کا بڑا ثواب ہے لہذا گھر والوں کی پسند کے مطابق کھانے پکانے چاہئیں۔ حیث قال علیہ السلام، اذا دخل ضیف فی بیت اخیه المسلم دخل معہ الف بركة والف رحمة وغفر اللہ ذنوب اهل ذلك البيت وان كان ذنوب بہم اکثر من زبد البحر وورق الشجار واعطاہم اللہ ثواب الف شہیدو کتب اللہ لہ بكل لقمہ یا کل الضیف حجة مبرورة و عمرہ و بنی لہ مدینة فی الجنة و من اکرام الضیف فقد اکرم ستین نبیا یعنی ایک مقام پر حضور علیہ السلام نے فرمایا، جب کوئی مہمان اپنے مسلمان بھائی کے گھر میں داخل ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ہزار برکتیں اور ہزار رحمتیں داخل ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس گھر میں رہنے والوں کے گناہ بخش دیتا ہے خواہ ان کے گناہ سمندر کے جھاگ یا درختوں کے پتوں سے زیادہ ہوں اور اللہ تعالیٰ انھیں ہزار شہیدوں کا ثواب عطا فرماتا ہے اور مہمان کے ہر لقمے کے عوض حج مبرور اور عمرے کا ثواب عنایت کرتا ہے اور جنت میں اس کے لیے ایک شہر تعمیر کرتا ہے۔ جس شخص نے مہمان کا اکرام کیا، گویا اس نے ساٹھ نبیوں کا اکرام کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے، اذا نزل الضیف نزل مع رزقہ و اذا یرتحل یرتحل مع ذنوب اهل البيت یعنی جب کوئی مہمان آتا ہے تو اپنے رزق کے ساتھ آتا ہے اور جب رخصت ہوتا ہے تو اپنے ساتھ گھر والوں کے گناہ لے جاتا ہے۔

یہ حدیث ایک کنجوس عورت کے بارے میں ہے جو ایک صحابی کی بیوی تھیں ایک مرتبہ ان کے شوہر نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میری بیوی بہت کنجوس ہے۔ مہمان کو پسند نہیں کرتی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تم میری اور میرے اصحاب کی دعوت کرو اور اپنی بیوی سے کہو کہ وہ ہمارے آنے اور واپس ہونے کے وقت دروازے پر کھڑی رہے۔ جب ضیافت کا بندوبست ہو گیا اور کھانا تیار ہو گیا تو حضور علیہ السلام کو اطلاع دی گئی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو وہ عورت حکم مبارک کے مطابق دروازے پر کھڑی ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان خاتون کو کشف ہوا، اور انھوں نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام کے ہمراہ فرشتے صفیں باندھے جڑاؤ طباق اور سونے چاندی کے برتن ہاتھوں پر رکھے داخل ہو رہے ہیں۔ ان طباقوں اور برتنوں میں انواع و اقسام کے زیور اور نعمتیں ہیں اور برکت کے آثار ان خاتون پر نثار کر رہے

ہیں۔ دریافت کرنے پر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ سب نعمتیں اور برکتیں مہمان کے قدم کی بدولت ہیں۔ وہ خاتون بہت خوش ہوئیں اور جب تک زندہ رہیں مہمانداری کو اپنی زندگی کا شعار بنا لیا۔ قطعہ:

کسے کہ شاد نہ باشد زروے مہمانی

بوقت آمدن او ہزار حیف بود

ترجمہ:- جس شخص کو مہمان کرنے سے خوشی نہیں ہوتی اور اسے مہمان کے آنے کے وقت ہزار طرح کے افسوس ہوتے ہیں

زراہِ نعمیہ خود ایں قدر توں دانست

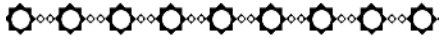
کہ فیض حاصل اور از قلب ضیف بود

ترجمہ:- (اس سے کہو کہ) تم دل کے اندھے ہونے کے سبب نہیں دیکھ سکتے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ مہمان کے قلب سے تمہیں فیض حاصل ہوا ہے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے تھے کہ اکابر سے منقول ہے کہ مہمان کے قدموں کی تشریف کے سبب میزبان کے گھر میں بے حد برکت ہوتی ہے۔ امید ہے کہ میزبان جس شے سے مہمان کی ضیافت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسی روز اس کا نعم البدل عطا فرماتا ہے۔

ایک عورت کا قصہ جس نے ایک بزرگ کی دعوت کے لیے بکری ذبح کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اس کا نعم البدل عطا فرمایا:

شیخ ابو الربیع ناہی سے منقول ہے کہ وہ ایک مرتبہ ایک صالحہ خاتون کے مکان پر اس کی سعادت کی شہرت کی تحقیق کی غرض سے گئے۔ راستے میں انھوں نے ایک پیالہ خریدا۔ (شیخ بیان کرتے ہیں) جب ہم اس گاؤں میں پہنچے تو اُن خاتون کے پاس آئے اور انھیں سلام کیا۔ اس کے بعد میں نے اُن سے کہا کہ آپ کی بکری کے بارے میں لوگ جو کچھ کہتے ہیں، میں اس کا مشاہدہ کرنا چاہتا ہوں۔ وہ خاتون بکری لے آئیں۔ میں نے خریدے ہوئے پیالے میں اس کو دوہا۔ پیالے میں دودھ اور شہد تھا۔ میں نے اُن خاتون سے اس کے بارے میں استفسار کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ ہم غریب لوگ ہیں۔ ہمارے پاس صرف ایک بکری تھی۔ عیدِ قربان کے دن میرے شوہر نے جو ایک صالح شخص تھا مجھ سے کہا کہ آج میں اس بکری کو قربان کرتا ہوں۔ میں نے اس سے کہا کہ نہیں کیوں کہ ہمیں قربانی نہ دینے کی رخصت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری غریبی جانتا ہے کہ یہ بکری ہمارے بچوں کی غذا کا واحد ذریعہ ہے۔ اتفاقاً اس روز ایک مہمان بھی آ گیا۔ میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ ہم پر مہمان کا اکرام واجب ہے۔ جاؤ اور بکری کو ذبح کرو لیکن یہ خیال رہے کہ ہمارے بچے اسے ذبح ہوتے ہوئے نہ دیکھیں ورنہ آہ و فریاد کریں گے شوہر بکری کو باہر لے گیا اور دیوار کے پیچھے اسے ذبح کر دیا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ ایک بکری گھر کی دیوار پر کودی اور گھر میں آگئی میں سمجھی کہ شاید ہماری بکری شوہر کے ہاتھ سے نکل کر بھاگ آئی ہے۔ میں باہر



آئی اور دیکھا کہ میرا شوہر بکری کی کھال اتار رہا ہے۔ میں حیران رہ گئی اور سارا قصہ شوہر سے بیان کیا۔ اس نے کہا شاید اللہ تعالیٰ نے اس وجہ سے نعم البدل عطا فرمایا ہے کہ ہم نے مہمان کا اکرام کیا۔

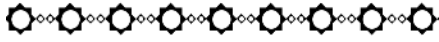
حضرت قدوة الکبراً فرماتے تھے کہ احادیث میں آیا ہے کہ جب مہمان گھر آئے تو سنت یہ ہے کہ گھر میں جو کچھ موجود ہو اس کے سامنے رکھے۔ زیادہ تکلف کا قصد نہ کرے کہ مشکلات پیدا ہوتی ہیں، البتہ اگر قدرت ہے تو مناسب حال تکلف کیا جاسکتا ہے۔ اسی تعلق سے بیان کرتے ہیں کہ دو درویش ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دیکھا کہ جو کی روٹیاں تھیں نمک نہ تھا۔ ایک درویش نے کہا کہ کاش تھوڑی سی ستر (ایک قسم کی سبزی) ہوتی اور مناسب نمک ہوتا۔ اُن بزرگ نے اپنی چھاگل پینے کے پاس بھیج دی اور نمک حاصل کیا۔ درویش کھانے سے فارغ ہوئے اور بولے، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہمیں روزی عطا کی اور نفع عنایت کیا۔ چون کہ درویشوں اور بزرگ کے مابین اخلاص تھا اس لیے بزرگ نے اپنے دل کی بات نہیں چھپائی کہ نفاق پر مبنی ہوتی۔ فرمایا کہ اگر (حقیقی) قناعت ہوتی تو میری چھاگل پینے کے پاس نہ ہوتی۔

حضرت قدوة الکبراً فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص کسی سے ملاقات کرنے آئے تو اس کے پاس کھانے کی جو چیز ہو پیش کر دے خواہ تھوڑے سے چنے ہوں۔ اگر کچھ نہ ہو تو ایک پیالہ پانی یا شربت پیش کرے کیوں کہ حدیث میں آیا ہے، من زار حیا ولم یذق منه شیاً فکانما زار میتاً یعنی جو کوئی کسی زندہ شخص سے ملنے گیا اور اس کے ہاں کچھ نہ کھایا تو گویا وہ مردہ شخص سے ملا۔ قطعاً:

بنوشاں گرچہ آبِ سرد باشد
کسے کو آمدہ بہر زیارت
وگر نہ زندہ راورمردہ گویند
کہ روشن گشتہ از عالی اشارت

ترجمہ: اگر کچھ نہیں ہے تو اس شخص کو ٹھنڈا پانی ہی پلا دے جو تجھ سے ملنے کے لیے آیا ہے۔ نہیں تو حدیث شریف سے واضح ہو گیا ہے کہ زندہ شخص کو مردہ کہیں گے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس مکان میں کوئی مہمان نہیں آتا وہاں فرشتے نہیں آتے۔ لہذا ضروری ہے کہ اقربا اور بھائیوں ہی کی ضیافت کرے اور بعض لوگوں کو ضیافت میں بلانے کے لیے مخصوص نہ کرے کیوں کہ کسی وقت بھول چوک سے انھیں مدعو نہ کیا گیا تو پریشانی اور قطع رحم کا سبب ہو سکتا ہے۔ لوگوں کو ضیافت میں بلانے کی نیت دلی محبت اور اقامت سنت ہونی چاہیے۔ اگر یہ معلوم ہو کہ فلاں شخص کو آنے میں دشواری ہوگی تو اسے دعوت میں نہ بلائے۔ دعوت قبول کرنا سنت موکدہ ہے بلکہ بعضوں نے واجب قرار دیا ہے بہتر یہ ہے کہ دعوت میں امیر اور غریب کا امتیاز نہ کیا جائے اسی لیے بعض بزرگان سلف نے دعوت قبول نہیں کی تھی لیکن یہ اختلافی مسئلہ ہے اور مختلف حالت میں صورت مسئلہ مختلف ہو جاتی ہے اگر اس بات



یقین ہو کہ میزبان کے لیے کھانا کھلانا دشوار ہوگا تو دعوت قبول نہ کی جائے۔ اگر دعوت نمود و نمائش کے لیے کی گئی ہے تو قبول نہ کی جائے، اسی لیے بزرگوں نے کہا ہے کہ صرف اس شخص کی دعوت قبول کی جائے جس کا مدعا یہ ہو کہ آپ کا رزق میرے پاس امانتاً رکھا ہوا ہے آ کر تناول فرمائیے۔ *يجب للضيف اربعة اشياء الاول ان يجلس حيث يجلس والثاني يرضى بما قدم اليه والثالث لا يقوم الا باذن صاحبه والرابع ان يدعوله اذا خرج* یعنی مہمان کے لیے چار امور لازم ہیں اول یہ کہ جہاں بٹھا یا جائے وہاں بیٹھے، دوم یہ کہ جو چیز اس کے سامنے رکھ دی جائے اسے برضا و رغبت کھائے سوم یہ کہ میزبان کی اجازت کے بغیر نہ اٹھے چہارم یہ کہ جب رخصت ہو تو میزبان کے حق میں دعا کرے۔

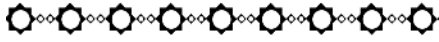
حضرت قدوة الکبراً فرماتے تھے کہ طلب رزق کے لیے آنا بے حد ضروری ہے اور کھانے کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کسی شخص کی دعوت کی۔ اسے کسی وجہ سے دیر ہوگئی اور جب آخر میں آیا تو کھانا ختم ہو چکا تھا۔ اس نے دریافت کیا کہ کھانا بچا ہے اسے کہا گیا کہ کھانا بالکل نہیں بچا تو اس نے کہا کہ دیگ ہی لے آئیں تاکہ انھیں چاٹ لوں۔ اسے بتایا گیا کہ دیگیں بھی دھوئی جا چکی ہیں۔ یہ سن کر وہ شخص خوشی خوشی واپس چلا گیا۔

ایک کتاب میں تحریر کیا گیا ہے *ملایکون اکثر من ثلثة ايام، تحرزا عن اشامة وورد ايضا فيه ثلاثة ايام فما زاد زيادة یعنی تکلیف سے بچنے کے لیے تین دن سے زیادہ مہمانی نہیں ہوتی اور اس کتاب میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مہمانی تین دن ہوتی ہے اس سے زیادہ زیادتی ہے۔*

اگر یہ معلوم ہو کہ میزبان (مختلف قسم کے) کھانے طلب کرنے سے خوش ہوتا ہے تو ضرور طلب کرے، جیسا کہ امام شافعیؒ سے متعلق ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ امامؒ اپنے ایک دوست کے ہاں مہمان ہوئے۔ وہ (روزانہ) اپنی بیوی کو ضیافت کا سامان ایک کاغذ پر لکھ کر بھجواتا تھا تاکہ اس کی بیوی رقعہ کے مطابق کھانے تیار کرے۔ ایک روز وہ دوست رقعہ لکھ رہا تھا اس دوران کسی کام سے چلا گیا۔ امام رحمۃ اللہ علیہ نے بر بنائے خلوص رقع میں چند کھانوں کا اضافہ کیا اور رقعہ اندر بھجوا دیا۔ جب دسترخوان پر کھانے لگائے گئے تو چند کھانے زیادہ تھے۔ میزبان نے کھانوں میں اضافے کا سبب معلوم کیا تو امامؒ نے حقیقت بیان کر دی۔ دوست امامؒ کے اس فعل سے بے حد خوش ہوا۔

مہمان کے لیے نفلی روزہ رکھنا مکروہ ہے البتہ میزبان کی اجازت سے روزہ رکھ سکتا ہے۔ مہمان کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ میزبان کے گھر میں داخل ہو کر دائیں بائیں نگاہ کرے اور نہ مکان میں آراستہ فرش اور دیگر چیزوں پر نظر جمائے۔ اگر کمرے میں بعض چیزیں لائی جائیں تو ان پر توجہ نہ کرے کیوں کہ متوجہ ہونا بھی ایک طرح کا سوال ہے۔ نفیس چیزوں پر نگاہ کرنا ایک درجے میں پسندیدگی اور نا پسندیدگی کا اظہار بھی ہے۔ میزبان مہمان کی موجودگی میں اپنے اہل و عیال پر غصہ نہ کرے، نہ مہمان سے یہ کہے کہ جلدی جلدی کھائیں۔

آپ حضرت مخدوم جہانیاںؒ کے متعلق بیان فرماتے تھے کہ اصحاب کی صحبت سے گریز فرماتے تھے اور ان کے سامنے



زیادہ دیر تک تشریف نہ رکھتے تھے۔

طعام پیش کرنے میں جلدی کرے اور کھانے میں سوائے فقیر کے کسی دوسرے کا انتظار نہ کرے اور نہ یہ کہے کہ کھانا لاؤں یا نہیں۔ بس کھانا لا کر سامنے رکھ دیا جائے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مہمان کو وضو اور پیشاب کرنے کی جگہ ضرور بتائے۔

بیان کیا گیا ہے کہ ایک دفعہ اصمعی صحرا میں سفر کر رہے تھے کہ رات ہوئی پھر بارش ہونے لگی دور سے آگ کی روشنی نظر آئی جو مسافروں کا طریقہ ہے کہ رات میں آگ جلاتے ہیں تاکہ جو مسافر راستے سے بھٹک گیا ہے وہ آگ کی روشنی کی طرف آجائے۔ اسے ”نارالقرأ“ (مہمان کی آگ) کہتے ہیں۔ اصمعی بھی آگ کی جانب مانند آب چلے۔ جب نزدیک پہنچے تو دیکھا کہ ایک شخص کھڑا ہوا ہے اور کچھ کہہ رہا ہے اس کا چہرہ شعلے کی تیز روشنی میں نظر نہیں آ رہا تھا اور وہ یہ کلمات کہہ رہا تھا، اے غلام آگ بھڑکاؤ کہ رات سرد ہے اور سرد ہوا چل رہی ہے، شاید کوئی مسافر ہمارے الاؤ کی روشنی دیکھ کر آجائے۔ اگر آج رات ہمارے ہاں کوئی مہمان آجائے تو میں تجھے آزاد کر دوں گا۔ اصمعی نے یہ تمام باتیں توجہ سے سنیں اور اس شخص کے قریب جا کر سلام کیا۔ اس نے مرحبا کہا اور انھیں مکان کے اندر لے گیا اور ضیافت کا اہتمام کیا۔ (اصمعی فرماتے ہیں کہ) میں تین شبانہ روز اس کا مہمان رہا۔ وہ ہر روز ایک اونٹ ذبح کرتا تھا اس نے یہ بھی دریافت نہیں کیا کہ تم کہاں سے آئے ہو اور کہاں جاؤ گے۔ جب تین دن گزر گئے تو میں نے اس سے استفسار کیا کہ آپ نے میرے آنے اور جانے کے بارے میں کبھی نہیں پوچھا۔ اس نے جواب میں یہ اشعار پڑھے۔

ولا قول لضیفی حین ینزلنی

من انت ام کم ترید المکثۃ یارجل

(اے شخص جب کوئی مہمان میرے ہاں قیام کرے تو میں یہ نہیں کہتا کہ تو کون ہے اور کس قدر قیام کا ارادہ ہے۔)

افدیہ مالی ونفسی ما قام بنا

والدمع تجری اذا ما قام یرتحل

(جب تک وہ ہمارے پاس قیام کرے میں اپنی جان اور مال اس پر فدا کرتا ہوں اور وہ جب رخصت کے لیے کھڑا ہوتا

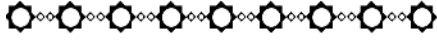
ہے تو آنسو بہنے لگتے ہیں۔)

الرزق یبلغہ والجودلی شرف

والمال یفنی وسوء الیہ البخل

(اللہ تعالیٰ اسے اس کا رزق پہنچاتا ہے اور سخاوت ہمارے لیے شرف ہے۔ مال فنا ہو جاتا ہے اور کنجوسی بری چیز ہے۔)

منقول ہے کہ شیخ عمران ثاشی بغیر مہمان کے کھانا نہ کھاتے تھے جب کوئی آجاتا تو تناول کرتے ورنہ روزہ رکھتے ایک دن



کوئی مہمان نہ آیا تو انھوں نے روزے کی نیت کر لی۔ ناگاہ شام ہونے کے نزدیک ایک مہمان آ گیا۔ اسے افطار کے وقت تک باتوں میں مشغول رکھا۔ رات ہوگئی تو سو گئے۔ اس رات انھوں نے حق تعالیٰ کو خواب میں دیکھا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے عمران ہمارے ساتھ تیری ایک عادت اچھی اور ہم نے بھی تیرے معاملے میں ایک طریقہ مقرر کر لیا تھا۔ اب چوں کہ تو نے اپنی وہ عادت بدل دی ہے اس لیے ہم نے بھی اپنا وہ طریقہ بدل دیا ہے۔ خواب سے جاگے تو بے غمگین ہوئے کہ حق تعالیٰ کی ناراضی کا سبب وہ تاخیر تھی جو مہمان کی ضیافت میں مجھ سے واقعہ ہوئی۔ بیان کرتے ہیں کہ والیٰ مصر نے انھیں جو گاؤں دے رکھا تھا وہ واپس لے لیا اور کسی دوسرے عامل کو دے دیا۔

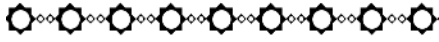
حضرت قدوة الکبریٰ فرماتے تھے کہ جب دسترخوان پر روٹی رکھیں تو اسی روٹی سے کھانے کی ابتدا کر دیں اور سالن کا انتظار نہ کریں۔ سالن کا انتظار روٹی کی توہین ہے اور حد درجے ممنوع ہے۔ حضور علیہ السلام نے گندم کی بہت زیادہ تعظیم کی ہے اور روٹی کے ٹکڑے اٹھا کر تناول فرمائے ہیں، کما قال علیہ السلام من اکرم الخبز من السفارة فهو مغفور یعنی جیسے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے دسترخوان پر روٹی کی تعظیم کی سو وہ شخص مغفرت یافتہ ہے۔

اسی سلسلے میں آپ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (غسل کے لیے) تالاب کی جانب جا رہے تھے راستے میں روٹی کا ایک ریزہ پڑا ہوا دیکھا۔ آپ نے اسے غلام کے سپرد کر دیا۔ جب غسل سے فارغ ہوئے تو آپ نے غلام سے وہ ریزہ مانگا۔ اس نے کہا وہ تو میں نے کھالیا۔ آپ نے فرمایا، میں تمہیں آزاد کرتا ہوں کیوں کہ میں نے حضور علیہ السلام سے سنا ہے کہ جو شخص روٹی کا ریزہ اٹھا کر کھائے وہ مغفرت یافتہ ہے اور جو مغفرت یافتہ ہے اس سے خدمت نہیں لینی چاہیے کیوں کہ وہ جنتی ہے اور جنتی کا خدمت سے کیا سروکار ہے۔

جبریل کے جنت سے لائے ہوئے اس ہریسے کا ذکر جو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لائے تھے:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھانوں میں گوشت کا ہریسہ پسند فرماتے تھے اور رغبت کے ساتھ تناول فرماتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جبریل میرے لیے بہشت سے ہریسہ لائے اور کہا، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ یہ ہریسہ تناول فرمائیں کہ یہ پیٹھ کو زیادہ قوت پہنچاتا ہے اور حضور علیہ السلام ہی سے ایک دوسری روایت ہے کہ ہریسہ کھانے سے چالیس مردوں کی قوت پیدا ہوتی ہے۔ حضور علیہ السلام شریک کا طعام پسند فرماتے تھے۔

(مجلس میں) کھانے کے فوائد کا ذکر آ گیا۔ حضرت قدوة الکبریٰ نے فرمایا کہ لہسن کھانا بہت زیادہ فائدے رکھتا ہے۔ تینوں خلطوں^ط کی اصلاح کرتا ہے اس کے علاوہ دیگر جسمانی فائدے بھی حاصل ہوتے ہیں۔ حضور علیہ السلام کا نہ کھانا



اس کی بوکی وجہ سے تھا کہ فرشتے اس کی بو سے ناخوش ہوتے تھے۔ قال علیہ السلام کلو الثوم وتداویہ فان فیہ شفاء من سبعین داء یعنی حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ لہسن کھاؤ اور اسے دوا بناؤ پس یقیناً اس عمل میں ستر بیماریوں کے لیے شفا ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر تم ایسے شہر میں آؤ جہاں کوئی وبا پھیلی ہوئی ہے اور تمہیں مرگ ناگہانی کا اندیشہ ہو تو تم پیاز استعمال کرو کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پیاز کا استعمال بینائی کو تیز کرتا ہے، بالوں کو بڑھاتا اور پیٹھ کی رطوبت کو زیادہ کرتا ہے نیز ریح کو جسم سے خارج کرتا ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے ایک نبی نے حق تعالیٰ سے عرض کی کہ میری امت کمزور ہے اور بیمار رہتی ہے، حکم ہوا کہ اپنی امت کو پیاز کھلائیں۔ اسی طرح ایک نبی نے قلت اولاد کی شکایت کی، حکم ہوا کہ اس کا علاج پیاز کا استعمال ہے۔

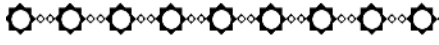
پیاز، دھنیا رائی، اسبغول، ہٹر، روغن زیتون، انجیر اور منقہی کے اوصاف کا ذکر:

حضرت قدوة الکبریٰ فرماتے تھے کہ پیاز کا لازمی استعمال بہت فائدے دیتا ہے آنتوں کی بیماری اور اسی طرح کی دوسری بیماریوں کو جن کا ذکر ہو چکا ہے، رفع کرتا ہے اور لوگوں کو ان کا تجربہ ہو چکا ہے۔

دسترخوان پر ترکاریوں میں سے ساگ فراہم کرنے سے شیاطین بھاگ جاتے اور ملائین منتشر ہو جاتے ہیں۔ بیان کیا گیا ہے کہ دھنیا بہشت سے لایا گیا ہے چنانچہ بے حد فائدے مند ہے۔ اس کے پودے پر پانچ بار باران رحمت برستا ہے۔ سیاہ دانہ ہر قسم کے درد کو دفع کرتا ہے، اگر شہد ملا کر کھائیں (تو زیادہ مفید ہے)۔ آپ نے سیاہ دانے کی اس قدر تعریف فرمائی کہ سوائے موت کے وہ تمام امراض کی دوا ہے۔ حضور علیہ السلام سے روایت ہے کہ اگر لوگوں کو میتھی اور رائی کے فائدے معلوم ہو جائیں تو وہ چاندی کے عوض حاصل کر کے استعمال کریں۔

جو شخص روزانہ ایک مثقال رائی نہار منہ کھائے تو اس کے باطن کی آنکھیں کھل جائیں۔ حکمت اور علوم کی باتیں اس کی زبان پر جاری ہو جائیں اور وہ شخص ستر امراض سے محفوظ ہو جائے جن میں عام مرض جذام بھی ہے۔ اسی طرح ہر مرض کے لیے اسبغول اور سیاہ ہٹر مفید ہے۔ یہ بھی جنت سے لائے گئے ہیں اور ستر بیماریوں کا علاج ہیں۔ زیتون کا تیل زیادہ مفید ہے، خاص طور پر بوا سیر کے لیے نیز تین خلطوں کی باہمی ملاوٹ کے اثرات کو رفع کرتا ہے۔ انجیر کھانے کے بہت سے دنیاوی اور اخروی فائدے ہیں۔ کما قال علیہ السلام، لو یعلم الناس مافی اکل التین ثواب لاکلوه فی کل یوم ولیلۃ یعنی جیسے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا، اگر لوگوں کو انجیر کھانے کا ثواب (فائدہ) معلوم ہوتا تو ہر شب و روز انجیر کھاتے۔ انجیر کے درخت کے ہر پتے پر لکھا ہوا ہے ”اللہ تو ان کے نام سے“ انجیر تمام اندرونی امراض کو منتشر کرتا ہے۔

اسی طرح سیب کھانے کے بھی بہت فائدے ہیں قال علیہ السلام لو یعلم الناس مافی التفاح نفع لعباد اللہ



ماتداو مہ مرضا کم یعنی حضور علیہ السلام نے فرمایا، اگر لوگوں کو یہ معلوم ہوتا کہ سبب میں بندگانِ الہی کے لیے کیا کیا فائدے ہیں تو وہ تمہاری بیماریوں کے وقت تک ہمیشہ کھاتے۔ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ اہل عرب نکسیر پھوٹنے کے مرض میں مبتلا ہو گئے انہیں سبب کھانے کا حکم فرمایا۔

منقول ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جسم سے سبب کی خوشبو آتی تھی۔ جب حضور علیہ السلام معراج پر تشریف لے گئے تھے تو جبریلؑ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں سبب کھلایا تھا۔ اس کی قوت سے نطفے کا حصول ہوا اور اس سے حضرت فاطمہؑ کی ولادت ہوئی۔

بیان کیا گیا ہے کہ فاضلوں میں سے ایک شخص نے اپنے بیمار مصاحب کو سبب اور بھی بھیجے۔ اس نے شعر کہا۔ بیت :-

آپست ہماں قدر کہ آبی ست

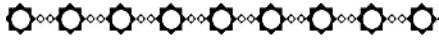
سبیت ہماں قدر کہ سببی ست

ترجمہ: یہی جس قدر بھلائی والی ہے سبب اسی قدر داد و دہش والا ہے۔

یہی کھانے سے دل کا غم دور ہوتا ہے۔ جو عورت حمل کے زمانے میں یہی کھاتی ہے اس کے بچے کو کسی طرح کا درد اور مرض نہیں ہوتا۔ منقہ کھانے سے طبیعت قوی ہوتی ہے اور فرحت پیدا ہوتی ہے۔ ایک صحابی نے (رضی اللہ عنہ) ایک طشتری میں منقہ رکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیے۔ آپ ﷺ نے صحابہؓ کو منقہ کھانے کا حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو بٹھا دیتی ہے۔ گوشت دانٹوں کی جڑوں کو مضبوط بناتا ہے۔ نسوں اور رگوں کو توانا کرتا ہے۔ منہ کی بدبو اور بلغم کو مٹاتا اور جسم کو تازگی بخشتا ہے۔ جو حاملہ عورت یہ چاہتی ہے کہ اس کا بچہ خوش خو اور نیک طبع ہو اس سے کہو کہ منقہ کھایا کرے۔ جو شخص نہار منہ سات دانے کھجور کے کھائے اس پر اس دن کسی طرح کا زہر یا جادو اثر نہ کرے گا۔ جب کھجور میں اس قدر دنیاوی فائدے ہیں تو آخرت میں اس سے زیادہ حاصل ہوں گے۔

دنیا کے پھلوں میں سے حضرت آدم (علیہ السلام) نے سب سے پہلے جو پھل کھایا وہ امرود تھا۔ روایتوں میں آیا ہے کہ جو شخص لکڑی نمک کے ساتھ کھائے اسے کبھی جذام کا مرض نہ ہوگا۔ مچھلی مقوی شہوت ہے۔ روایتوں میں آیا ہے کہ جو شخص خربوزے کا ایک لقمہ کھاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے نام ہزار نیکی لکھتا ہے اور ہزار بدی مٹا دیتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خربوزے میں تیرہ فائدے مند خوبیاں ہیں۔ پہلے یہ کہ یہ غذا ہے دوسرے یہ کہ پانی ہے۔ تیسرے یہ کہ پھل ہے۔ چوتھے یہ کہ حلال ہے پانچویں یہ کہ معدہ صاف کرتا ہے۔ چھٹے یہ کہ منہ میں خوشبو پیدا کرتا ہے۔ ساتویں یہ کہ سر کا درد مٹاتا ہے۔ آٹھویں یہ کہ آنکھوں کو روشن کرتا ہے۔ نویں یہ کہ پیاس مٹاتا ہے۔ دسویں یہ کہ بھوک کو مٹاتا ہے۔ گیارہویں کہ اس کا پانی منہ دھونے کے علاوہ دوسرے کاموں میں بھی برتا جاسکتا ہے۔ بارہویں یہ کہ پیٹ میں ہمیشہ ذکر کرتا ہے۔ تیرہویں یہ کہ مرض کو دور کرتا ہے۔



حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ کافروں، فاسقوں اور منافقوں کو خربوزہ کھانے کی تلقین نہ کرو کیوں کہ یہ جنت کے پھلوں میں سے ہے۔ کسی مسلمان کے لیے یہ جایز نہیں ہے کہ وہ اس قسم کی نعمت کو کافروں کے حوالے کرے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خربوزہ کھانا میری اور مجھ سے پہلے پیغمبروں کی سنت ہے۔ خربوزہ کھانے کا طریقہ جیسا کہ روایتوں میں آیا ہے کہ دو طرح کا ہے۔ ایک یہ کہ چھلکے اور بیج سمیت کھائیں اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ چھلکا اتار کر کھائیں۔ اول طریقہ زیادہ صحیح ہے اگر چھلکے سمیت نہ کھا سکے تو کم از کم ایک لقمہ ضرور کھائے تاکہ سنت کی پیروی ہو سکے۔

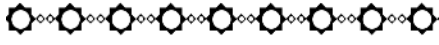
کھجور، امرود، کلٹری، مچھلی، اور خربوزے کی خوبی، خربوزہ کھانے کا طریقہ اور بیٹنگن، کدو، گاجر، انار اور انگور کے اوصاف:

جب حضرت آدم علیہ السلام کو بہشت سے رخصت کیا گیا تو بہشت کی ہر شے نے افسوس کا اظہار کیا لیکن خربوزے نے اس قدر افسوس کیا کہ بیان نہیں کیا جاسکتا۔ جب حضرت حوا سے (آدم علیہ السلام سے دوبارہ) ملاقات ہوئی تو دونوں اللہ تعالیٰ کے انعام اور بہشت کی نعمتوں کو یاد کرتے تھے جن میں تمام پھلوں میں خربوزے کا ذکر زیادہ ہوتا تھا۔ بعضے علما نے خربوزہ کھانے کی یہ سنت بیان کی ہے پہلے خربوزے کا ایک لقمہ دائیں ہاتھ میں پکڑے پھر روٹی کے لقمے کے ساتھ کھائے۔ حضور علیہ السلام سے روایت کیا گیا ہے کہ جب معراج کی رات آپ ﷺ نے اعلیٰ مراتب کے ساتھ رتبہ عالی حاصل کیا اور سدرة المنتہی کے قریب آئے تو آپ ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک درخت میں بیٹنگن لٹک رہی ہے۔^ط

آپ ﷺ نے فرمایا کہ بیٹنگن کہاں سے آئی۔ جبریلؑ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نباتات میں سب سے پہلے جو درخت اللہ تعالیٰ کے وحدانیت پر ایمان لایا وہ بیٹنگن کا درخت تھا۔ اسے جس نیت سے کھائے پوری ہوتی ہے اور ہر نیت کے ساتھ کھانے سے بیماری رفع ہو جاتی ہے۔ حدیث میں آیا ہے، وکلوا من باذنجان فانہ یبجلی البصر ویزید ماء الصلب یعنی بیٹنگن کھاؤ بے شک یہ بینائی بڑھاتی ہے اور آب پشت زیادہ کرتی ہے۔

مروی ہے کہ ایک روز حضور علیہ السلام حضرت عائشہ کے حجرے میں تشریف لائے۔ وہ اس وقت کدو پکا رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی اس ترکاری کو کھاتا ہے اس کے دل کی روشنی اور عقل بڑھ جاتی ہے اس کا دماغ قوت پاتا ہے اور حافظہ مضبوط ہو جاتا ہے۔ منہ کی بدبو جاتی رہتی ہے۔ اس کے علاوہ اس سے دیگر جسمانی، روحانی اور دینی فائدے بھی حاصل ہوتے ہیں۔ گاجر کھانے سے قولنج کا درد مٹ جاتا ہے۔ حضور علیہ السلام سے روایت کیا گیا ہے کہ کھجور، انار اور انگور کو آدھم کی باقی ماندہ مٹی سے پیدا کیا گیا ہے مامن رمان او حبة رمان الافیہا قطرة من ماء الجنة یعنی کوئی انار یا انار کا دانہ ایسا نہیں ہے جس میں آب جنت کا قطرہ شامل نہ ہو۔ اگر کوئی انار کا دانہ جس میں آب بہشت ہوتا ہے کھانا چاہے تو

^ط اس سے قبل مصنف رحمۃ اللہ نے بیٹنگن کو مونث تحریر کیا ہے، اس لیے مترجم نے اس عبارت کے پیش نظر یہاں بیٹنگن کو تریجے میں مونث تحریر کیا ہے۔



اسے چاہیے کہ پورا انار اور اس کے دانے کھائے، اگرچہ ایک بہشتی دانہ ہی کافی ہوتا ہے۔ اس قسم کا طعام اس ہدایت یافتہ گروہ (صوفیہ) سے مناسبت رکھتا ہے۔

(مجلس میں) جڑی بوٹیوں کے فائدوں کا ذکر آ گیا، اکثر اوقات حضرت قدوۃ الکبریٰ کے ہمراہ جتی جوگی اور اس مسلک کے دوسرے اصحاب بھی ہوتے تھے اور جڑی بوٹیوں کے فائدے بیان کرتے رہتے تھے۔ کمال جوگی نے بتایا کہ جو شخص ہمیشہ تر پھلے کا استعمال جاری رکھتا ہے اسے اس قدر جسمانی فائدے حاصل ہوتے ہیں کہ بیان نہیں کیا جاسکتا، خاص طور پر پینائی کے لیے بے حد مفید ہے۔ درپن ناتھ عرف عبداللہ نے جو حضرت کے بڑے خادموں میں سے ہیں بتایا کہ مندی اور پیوندی اور چند دیگر دوائیں جن کے لیے وہ مشہور ہیں اگر ہمیشہ استعمال کی جائیں تو اس قدر جسمانی فائدے حاصل ہوتے ہیں کہ کسی دوسری بوٹی یا دھات سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ ہندی زبان کا مقولہ ہے:

منڈی پیوندی بھنگرہ سدہ جو تھا پاؤ
چنگی چنگی کھائے ہر می چو نسٹھ باؤ

اگر کوئی شخص پاک لوگوں کے زمرے میں ہے تو وہ بجائے سدہ کے ڈھاک کے پتے اور اس کے سیاہ شگونے شامل کرے۔ بے حد مفید ہے۔ دوسری بوٹیوں کے مقابلے میں سہدئی اگر ہمیشہ استعمال کی جائے تو زیادہ مفید ہے لیکن اس کے ساتھ روغن گاؤ کا استعمال ضروری ہے۔ اگر بھنگرہ تنہا استعمال کیا جائے تو اچھا ہے۔ اگر بھلاواں (ایک قسم کے درخت کا پھل) ہمیشہ استعمال کیا جائے تو وہ بھی بہتر ہے۔ اس کے استعمال سے جسمانی فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ حکمانے اس کا اخروی فائدہ یہ بتایا ہے کہ حافظے کو مضبوط کرتا ہے۔ اگر ہمیشہ استعمال کرے تو اس کے بال سفید نہیں ہوتے۔ اس کے ساتھ اگر پرہیز بھی جاری رکھے تو سفید بال بھی سیاہ ہو جاتے ہیں۔ اگر کوئی عزیز دوڑ میں مقابلے کے لیے کھائے تو مقصد حاصل ہوگا۔ کمال جوگی فرماتے تھے کہ لوگوں میں مشہور ہے کہ اگر بھلاواں ہمیشہ کھاتا رہے تو برص اور جذام کا مریض تندرست ہو جاتا ہے اسی طرح تخم پنواڑ بھی برص کے مریض کو فائدہ پہنچاتا ہے اگر کوئی شخص تخم پنواڑ ہمیشہ استعمال کرتا رہے تو بے حد مفید ہے، اس کا خوب تجربہ کیا جا چکا ہے۔

اگر مذکورہ جڑی بوٹیوں کے علاوہ میں دوسری جڑی بوٹیوں کی تفصیل بیان کروں تو یہ کتاب بہت ضخیم ہو جائے گی جو شخص مزید معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے وہ اطبا کی کتابوں کا مطالعہ کرے اسے اپنا مقصد حاصل ہو جائے گا۔